www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

تحریکِ نفاذِ شریعتِ محمدیؐ، مالاکنڈ ڈویژن

[ایک داخلی جائزہ اور آفاقی تبصرہ]

مالاکنڈ ڈویژن، جس میں سوات، دیر، بونیر، چترال وغیرہ اضلاع شامل ہیں، ان قبائلی علاقوں میں سے ہے جو سرحد کی صوبائی حکومت کے زیرِ انتظام ہے۔ لہٰذا اسے "پاٹا" کہا جاتا ہے جو "پراونشل ایڈمنسٹریڈ ٹرائبل ایریا" کا مخفف ہے۔ ان کے علاوہ مرکزی حکومت کے زیرِ انتظام سات ایجنسیاں باجوڑ، مہمند، اورکزئی، کرم، شمالی وزیرستان، اور جنوبی وزیرستان ہیں نیز "فرنٹیئر ریجن" کے نام سے وفاقی حکومت کے علاقے ہیں جو پشاور کوہاٹ، بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈپٹی کمشنروں کے ماتحت ہیں۔ یہ سب علاقے "فاٹا" کہلاتے ہیں جو "فیڈرل ایڈمنسٹریٹڈ ٹرائبل ایریا" کا مخفف ہے۔

نومبر ۱۹۹۴ء کے پہلے عشرے میں "شریعت یا شہادت" کے نام سے جس تحریک نے شہرت پائی، وہ مالاکنڈ ڈویژن کے مذکورہ اضلاع، ہزارہ ڈویژن کے دو اضلاع کوہستان اور بٹ گرام اور وفاقی حکومت کے زیرِ انتظام (فاٹا) کی باجوڑ ایجنسی تک پھیلی ہوئی تھی۔

جولائی ۱۹۷۰ء میں، جب ون یونٹ کا خاتمہ کر کے مغربی پاکستان کے ۴ صوبے بحال کر دیئے گئے تھے، تو مذکورہ علاقوں میں پاٹا ریگولیشنز اور فاٹا ریگولیشنز کے نام سے قوانین نافذ کئے گئے تھے، کیونکہ انگریز کے دورِ حکومت سے ہی ان علاقوں کی خصوصی حیثیت چلی آ رہی تھی، اس لیے وہاں عام ملکی قانون کا چلن نہیں تھا اور مذکورہ قوانین بھی ان کی اسی خصوصی حیثیت کو برقرار رکھنے کا ایک طریقہ تھا۔

۱۹۹۴ء کے اوائل میں مالاکنڈ ڈویژن کی قانونی حیثیت کے بارے میں پشاور ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ پاٹا ریگولیشنز عارضی انتظام کے لیے بنائے اور نافذ کئے گئے تھے، لہٰذا اب ان کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور صوبائی حکومت کو تاکید کی گئی کہ وہ اس کی جگہ ایسے قوانین یہاں جاری کرے جو ملک کے باقی حصوں میں رائج ہیں۔ یہ علاقے اپنی بعض قبائلی خصوصیات کے باوصف، دین داری اور شریعت سے سچی وابستگی میں ممتاز ہیں۔ علاوہ ازیں ان علاقوں میں شہیدین (شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ) کی تحریک بھی خاصی سرگرم رہی ہے جو عہدِ صحابہ و تابعین کے بعد اسلامی تاریخ کی ایک نمایاں تحریک تھی جس کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ اور اللہ کی اس دھرتی پر اللہ کے قانون کا نفاذ تھا، اس تحریک کے اثرات نسل در نسل منتقل ہوتے آ رہے ہیں، جس کو جہادِ افغانستان نے مزید جلا بخشی اور نورستان کے ایک گھرے ہوئے محدود علاقے میں نفاذِ شریعت کے علاوہ جہادِ افغانستان کے ایک شہید کمانڈر جناب شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی مساعیٔ جمیلہ نے کنڑ میں اسلامی حکومت قائم کر کے بھی اس خاکستر کی چنگاری کو شعلہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں پاکستان میں شمولیت سے قبل مذکورہ بعض ریاستوں میں اسلام کے عدالتی نظام سے ملتا جلتا ایک نظام قائم تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو انصاف کے حصول میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی بلکہ داد رسی اور انصاف کے فوری طور پر مہیا کرنے کا مؤثر انتظام تھا۔

بنابریں مذکورہ عدالتی فیصلے کے بعد وہاں جو قانونی خلا پیدا ہوا، اس کو پُر کرنے کے لیے وہاں کے باشعور، باغیرت اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین دار لوگوں نے مطالبہ کیا کہ یہاں کوئی اور قانون نافذ کرنے کی بجائے شریعت کا قانون نافذ کیا جائے۔ ماہ مئی ۹۴ء میں اپنے اس مطالبے کو منوانے کے لیے اس تحریک سے وابستہ افراد جسے "تحریکِ نفاذِ شریعتِ محمدی" کا نام دیا گیا ہے، شاہراہ سوات پر دھرنا مار کر بیٹھ گئے اور مالاکنڈ ڈویژن کو جانے والے رستے بند کر کے مالاکنڈ کو ملک کے دوسرے حصوں سے کاٹ دیا تھا اس وقت بھی ایک درجن کے قریب لوگ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ ناکہ بندی سات روز تک جاری رہی۔ بالآخر ۱۶ر مئی ۱۹۹۴ء کو صوبہ سرحد کے گورنر میجر جنرل (ریٹائرڈ) خورشید علی خان نے نوٹیفکیشن جاری کر کے اعلان کیا کہ مالاکنڈ ڈویژن میں شریعت نافذ کر دی جائے گی۔ تین صوبائی وزراء کے ذریعے سے یہ اعلان تحریری صورت میں تحریکِ نفاذ شریعتِ محمدی کے رہنماؤں کو پہنچایا گیا، جس پر قائدین تحریک نے ناکہ بندی ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

لیکن پانچ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود اس وقت کی پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنے وعدے کے ایفاء کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور نفاذِ شریعت کی طرف پیش رفت نہیں ہوئی، جس سے ڈویژن کے لوگوں میں یہ تاثر گہرا ہوتا گیا کہ حکومت نے ان سے فراڈ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے میں مخلص نہیں ہے۔ اس سلسلے میں صدرِ مملکت کی طرف بھی رجوع کیا گیا، بلکہ جماعتِ اسلامی کی طرف سے اسلامی قوانین کا ایک خاکہ بھی پیش کیا گیا، جو ۲۳ دفعات پر مشتمل تھا۔ لیکن حکومت نفاذِ شریعت میں مخلص ہوتی تو اس پر توجہ دیتی۔ چنانچہ وہ ٹال مٹول سے ہی کام لیتی رہی، تاآنکہ دو نومبر کا وہ دن آگیا، جب ملٹہ سب ڈویژن میں پہلی مرتبہ لگنے والے کیمپ کورٹ کے ججوں اور دیگر سرکاری اداروں کے ۵۵ ملازمین کو یرغمالی بنا لیا گیا۔ یہ اقدام وہاں کے عوام نے از خود اشتعال میں آکر کیا، قائدین تحریک انہیں ایسا کرنے سے روکتے رہے، لیکن انہوں نے شدتِ جذبات میں اپنے قائدین کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ ۳ر نومبر کا دن وہ تاریخی دن تھا جب تحریک کے رضاکاروں نے شریعت یا شہادت کی تحریر کے کمر بند (پٹیاں) باندھے ہوئے پورے ضلع سوات کو اپنے تصرف میں لے لیا تھا اور یہ رضاکار ٹریفک سے اَمن وامان تک، سب کچھ سنبھال رہے تھے۔

تحریک کے رضاکاروں کا یہ انتہائی اقدام ایک نہایت اہم موڑ تھا اور حکومت کے لیے ایک چیلنج بھی ...... اس حکومت کے لیے جو اسلام کے معاملے میں اور اپنے ایفائے عہد میں قطعاً مخلص نہیں تھی۔ چنانچہ ایک طرف سرحد کی صوبائی حکومت کے وزیراعلیٰ آفتاب شیرپاؤ، دوسری طرف صدرِ مملکت جناب فاروق احمد لغاری اور تیسری طرف وزیراعظم بے نظیر بھٹو (جو اس روز پیرس میں پردے کے خلاف بیان بازی میں مصروف تھیں) تینوں نے اس تحریک سے مفاہمت کی بجائے، اسے قوت سے کچلنے کا فیصلہ کر لیا اور پیرس سے بھی اس کی منظوری لے لی گئی، چنانچہ ۴ر نومبر کی شام کو فرنٹیئر کور کے دستے اس تحریک کو بزور کچلنے کے لیے میدان میں آگئے۔ ۵ر نومبر کو وزیراعظم اگرچہ پاکستان واپس آچکی تھیں، لیکن جو فیصلہ کر لیا گیا تھا، اُس کے مطابق اسی روز سہ پہر کوبری کوٹ اور منگورہ کے درمیان بڑے قصبے اوڈی گرام کے قریب پہلا خون ریز تصادم ہوا، اور مسلمان ایک دوسرے کا گلا کاٹتے اور گولیوں سے ایک دوسرے کے سینے چھلنی کرتے رہے۔ کہتے ہیں اس معرکے میں طرفین کے آٹھ سے بارہ کے درمیان افراد کام آئے۔ ۵ اور ۶ نومبر کی درمیانی رات وادیٔ سوات میں وہ قیامت کی رات تھی جب دریائے سوات کے کانجو پل (ایوب پل) پر تحریک شریعت کے کارکنوں اور فرنٹیئر کور کے جوانوں کے درمیان خونی معرکہ ہوا اور شریعت مانگنے والوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا گیا۔ کہتے ہیں ساڑھے تین گھنٹے مسلسل یہ شدید معرکہ جاری رہا۔ محتاط اندازے کے مطابق طرفین کے دو درجن کے قریب آدمی اس معرکے میں کام آئے ورنہ بعض لوگ تو یہ تعداد پچاس تک بتلاتے ہیں۔ (یہ معلومات ان رپورٹوں سے نقل کی گئی ہیں جو ہفت روزہ "زندگی" لاہور کے نمائندوں نے اس وقت تحریر کی تھیں)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک شریعت کے رضاکاروں کا یہ سب سے اہم مورچہ تھا، جسے طاقت کے ذریعے سے ختم کر دیا گیا۔ اسکے بعد اس کو رکاوٹ کا راستہ صاف ہو گیا اور شریعت کے رضاکار محاصرے ختم کرنے پر مجبور ہو گئے نہتے عوام ہر قسم کے اسلحے اور کیل کانٹے سے لیس فورس کا مقابلہ کس طرح اور کب تک کر سکتے ہیں؟

بلا شبہ اس وقت حکومت نے اپنی حکومتی طاقت کا بے محابا استعمال کر کے وہ مقصد حاصل کر لیا جو وہ چاہتی تھی کہ تحریک کو طاقت سے کچل اور دبا دیا جائے، تاہم دلوں سے نفاذِ شریعت کی امنگ اور تڑپ کو وہ ختم نہ کر سکی اور نہ ہی یہ اس کے بس میں تھا۔ چنانچہ یہ تحریک اپنے دائرے میں جاری رہی اور اس کے قائدین نے اپنی توانائیاں اس کے لیے وقف کئے رکھیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ موجودہ حکومت بھی اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کرنے پر مجبور ہو گئی ہے اور اسی کا مظہر وہ اعلان ہے جو ۲۷ رمضان ۱۴۱۹ھ (۱۷ جنوری ۱۹۹۹ء) کو سرحد حکومت نے کیا، اور ۲۸ جنوری کے اخبارات میں شائع ہوا۔ روزنامہ "جنگ" لاہور میں یہ اعلان بایں الفاظ شائع ہوا:

"سرحد کے دو علاقوں مالاکنڈ ڈویژن اور ضلع کوہستان میں شرعی نظامِ عدل نافذ کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں گورنر نے آرڈی نینسوں پر دستخط کر دیئے ہیں، جس کے بعد وزیر اعلیٰ سردار مہتاب احمد خان نے اس کا باقاعدہ اعلان کیا۔ وزیر اعلیٰ نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صوبہ سرحد سے نفاذِ شریعت کا آغاز اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دن دور نہیں جب اس علاقے کے عوام کو پاکستان اور پوری اسلامی دنیا میں نفاذِ شریعت کے سلسلے میں رہنمائی کا اعزاز حاصل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے ہر قاضی کے لیے لازمی قرار دیا ہے کہ وہ کوئی دیوانی یا فوجداری معاملہ نمٹاتے وقت یا اختیارات کے استعمال کے وقت شریعت کے مسلمہ اصولوں کی پابندی کرے گا، انہوں نے کہا کہ ہر قاضی کا فرض ہو گا کہ وہ ہر مقدمے میں لازماً ایک عالم دین کو عدالت میں طلب کرے تاکہ وہ مقدمے کی کاروائی دیکھنے کے ساتھ شریعت کی تشریح اور وضاحت کرے۔ ان علمائے کرام کو معقول اور مناسب رقم بطور اعزازیہ دیا جائیگا...... وزیر اعلیٰ نے کہا کہ مالاکنڈ کے عوام کی مشکلات کے پیش نظر علاقے میں پشاور ہائی کورٹ کا شرعی سرکٹ بنچ قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ آئندہ سول جج، مجسٹریٹ اور علاقہ قاضی کی ہر آسامی کے لیے کسی اسلامی یونیورسٹی یا مستند اسلامی درسگاہ سے ایل ایل بی شریعہ پاس کے مساوی اسلامی قوانین کی ڈگری حاصل کرنے والے شخص کو ترجیح دی جائے گی" (روزنامہ "جنگ" لاہور: ۱۷ جنوری ۱۹۹۹ء)

اخبار مذکور نے اس خبر پر یہ دو کالمی عنوان دیا: "مالاکنڈ اور کوہستان میں شریعت نافذ کر دی گئی ہے"

اس خبر پر ریڈیو تہران نے تحریکِ نفاذِ شریعت مالاکنڈ کے سربراہ مولانا صوفی محمد کے حوالے سے بایں عنوان "خالی نعروں سے مجھے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا" حسبِ ذیل تبصرہ کیا ہے:

"مالاکنڈ ڈویژن اور ضلع کوہستان میں نئے قوانین صرف عدالتی نظام سے متعلق ہیں اور ان میں زندگی کے دیگر شعبوں کا کوئی ذکر نہیں ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہاں پر باقی سارا سسٹم بدستور پرانے طرز پر استوار رہے گا۔ اگرچہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس سلسلے میں تحریک نفاذ شریعت کے امیر مولانا صوفی محمد سے مشورہ کیا گیا ہے اور نئے قانون کو ان کی تحریک کا اعتماد حاصل ہے، تاہم مولانا صوفی محمد کا کہنا ہے کہ صرف نعروں سے ان کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا اور وہ عملی اقدامات کے بعد ہی حکومت کی حمایت یا مخالفت کا فیصلہ کریں گے۔ نئے قانون میں سیاسی نظام کی تبدیلی کا کوئی ذکر نہیں، جب کہ مولانا صوفی محمد موجودہ جمہوری نظام کو کفر قرار دیتے ہیں۔ اور خدشہ ہے کہ وہ حکومت کے نئے قانون کو مسترد کر دیں گے۔" (اخبار و تاریخ مذکور)

اس بیان کے دو ہفتوں بعد دوبارہ ریڈیو تہران کے حوالے سے مولانا صوفی محمد کا بیان شائع ہوا ہے جسمیں انہوں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت سے اپنے مذاکرات کے ناکام ہو جانے کے بعد "شدید ردّ عمل اور طالبان جیسی تحریک" کی دھمکی دی ہے :

"مالاکنڈ ڈویژن میں تحریک نفاذِ شریعت محمدی اور حکومت کے درمیان مذاکرات ناکام ہو گئے ہیں۔ ریڈیو تہران کا کہنا ہے کہ اب تحریک کے کارکنوں اور حکومت کے درمیان تصادم کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ۳۱ جنوری کو تیمر گرہ میں تحریک کے جلسہ عام کے دوران مولانا صوفی محمد حکومت کے خلاف تحریک کا اعلان بھی کریں گے۔ واضح رہے کہ مالاکنڈ میں نفاذ شریعت نافذ کئے جانے کے بعد عدالتوں کو پابند بنایا گیا ہے کہ وہ تمام فیصلے شریعت کے مطابق کریں گے تاہم مولانا صوفی محمد کو اعتراض ہے کہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں اپیل کے حق کو برقرار رکھنے کے بعد یہ پورا عمل غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔ تحریک کے سربراہ مولانا صوفی محمد موجودہ تمام ججوں کو برطرف کرنے اور ان کی جگہ بارلیش اور جید علماء کو قاضی مقرر کرنے اور وکلاء کو عدالتی عمل سے نکال باہر کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ گزشتہ روز مذاکرات میں وہ اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔ مولانا صوفی محمد نے دھمکی دی ہے کہ اگر حکومت نے ان کی شرائط کو تسلیم نہ کیا تو وہ طالبان کی طرز پر حکومت کے خلاف تحریک چلائیں گے۔"

(روزنامہ 'جنگ' لاہور: ہفتہ ۳۰ جنوری ۱۹۹۹ء، ص ۳)

تحریک نفاذ شریعتِ محمدی، مالاکنڈ کی داخلی پوزیشن سمجھ لینے کے بعد مناسب ہے کہ وسیع تر صورت میں عالم اسلام کی نفاذ شریعت کی کوششوں کا اجمالی تذکرہ بھی ہو جائے تاکہ اسی تناظر میں تحریک شریعت محمدی کا جائزہ لیا جا سکے۔

دنیائے اسلام میں شریعت کی عملداری کا ذکر عموماً ۵ / ۴ ملکوں کے حوالے سے آتا ہے جن میں سے سعودی عرب، جس میں مسلمانوں کے حرمین شریفین بھی ہیں، کا پہلا نمبر ہے۔ سعودی عرب میں شریعت کی عملداری کیلئے کسی فرانسیسی یا اینگلو سیکسن لاز کی طرز پر مروجہ قانون سازی کے بغیر ہی کتاب وسنت کا نفاذ ہوا۔ اس کے تقریباً ایک صدی بعد تازہ ترین مثال افغانستان کی خانہ جنگی کے نتیجے میں طالبان کے ہاتھوں نفاذِ اسلام ہے۔ افغانستان میں بدامنی اور بے سکونی سے ستے ہوئے لوگوں کو طالبان کی نفاذِ شریعت کی کوششوں سے سکھ اور امن وامان کا سانس ملا ہے۔ طالبان کا فقہی رویہ جو کچھ بھی ہو اس سے قطع نظر انہوں نے جدید قانون سازی کے بغیر ہی علماء کی سوجھ بوجھ کے مطابق سادہ انداز پر شریعت کا نفاذ کر دیا ہے اور اس کا سربراہ ملا عمر امیر المومنین بھی کہلاتا ہے۔

سعودی عرب میں اگرچہ جدید علم سیاسیات کی رو سے ملوکیت رائج ہے لیکن وہاں کا بادشاہ بھی خادم الحرمین الشریفین کہلانے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا امام بھی کہلاتا ہے اور کبار علمائے کرام اور اساطین حکومت اس کی شرعی بیعت بھی کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں روایت کے انداز پر جہاں کہیں بنیادی طور پر شریعت کے نفاذ کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہاں ملک کا سربراہ امیر المومنین کا لقب اختیار کرتا ہے۔ مثلاً مراکش کا بادشاہ بھی مولانا اور امیر المؤمنین کے القاب سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دوسری طرف ایران میں شہنشاہیت کے خلاف تحریک کامیاب ہوئی تو آیت اللہ خمینی نے آیت اللہ اور امام کے القاب اختیار کیے بلکہ سرکاری نظام کو شریعت کے تابع رکھنے کے لیے آیت اللہ اور روح اللہ وغیرہ اصطلاحات سے شرعی عہدوں کا ایک معیار بھی مقرر کیا گیا۔ تاہم ایران کے اندر شریعت کا انداز جدید انداز کی قانون سازی سے ہوا ہے جس کے لیے ایران نے پارلیمنٹ قائم کی اور دستور بھی تیار ہوا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایران کے دستور کی دفعہ ۶ میں یہ تصریح بھی کر دی گئی ہے کہ ایران کا فقہی مذہب جعفری ہو گا، پارلیمنٹ پر جعفری علماء کی ایک اعلیٰ اختیاراتی کونسل قائم کی گئی جسکے ذریعے شریعت کی بالادستی کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی صورت جو کچھ بھی ہو، ایران میں دستور وپارلیمنٹ کی موجودگی کے حوالے سے یہ کہنا درست ہو گا کہ ایران کا موجودہ نظام جدید موضوعہ دستور وقوانین کی بنیاد پر بالواسطہ نفاذِ شریعت (بہ تعبیر جعفریت) کا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی صورت حال بھی کچھ اس سے ملتی جلتی ہے۔ اگرچہ یہاں جعفریت یا حنفیت کے نعرے اتنے مقبول تو نہیں جس کی ایک وجہ سیاسی طور پر دونوں بلاکوں کی کشمکش بھی ہے۔ تاہم یہ امر واضح ہے کہ پاکستان میں شریعت اسی طرح کلی یا جزوی طور پر نافذ ہو سکتی ہے جب وہ موضوعہ قانون کی شکل پر ڈھال دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں شریعت کی بالادستی کی ہر آواز، شریعت ایکٹ ہو یا دستور کی پندرھویں ترمیم، پارلیمنٹ کے ذریعے کسی ایکٹ کے نفاذ یا دستور کی مخصوص ترمیم کے ذریعے ہی ہو رہی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں صورتحال بھی یہ ہے کہ دستور کی ۱۵ ویں ترمیم قومی اسمبلی (ایوانِ زیریں) سے دو تہائی اکثریت حاصل کر کے اگرچہ پاس ہو چکی ہے لیکن ہنوز سینٹ (ایوانِ بالا) میں اس اکثریت کے ساتھ کامیاب ہونے کے انتظار میں ہے...... جس کے درمیان کچھ مشکلات کی وجہ سے یہ ترمیم سینٹ سے گزرنے کی منتظر ہے۔

اندریں حالات پاکستان اور افغانستان کے درمیان متذکرہ بالا نیم آزاد علاقہ 'پاٹا' اس وقت ماضی کی طرح پھر معرکہ زار بنتا نظر آرہا ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ مالاکنڈ میں پاٹا ریگولیشنز ختم ہونے کے بعد اس کی آزاد قبائلی حیثیت ملحوظ رکھتے ہوئے اس کے باشندگان کے مطالبہ کے مطابق مکمل طور پر بلاواسطہ شریعت کا نفاذ کر دیا جائے یا بالواسطہ شریعت کا بتدریج نفاذ کرنے کے لیے ہر شعبے کی قانون سازی کر کے آگے بڑھا جائے۔ پاکستانی حکومت کا موقف تو یہی بالواسطہ نفاذ شریعت ہے جب کہ تحریکِ شریعتِ محمدی کسی حد تک مقدم الذکر براہ راست نفاذ شریعت کے موقف کی حامل معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ وہاں کی بعض دیگر جماعتوں نے ایک موقعہ پر مجبوری کے تحت کچھ موضوعہ قوانین کا چارٹر بھی پیش کیا تھا لیکن اسے اس وقت تسلیم نہ کیا گیا۔

۷ ار جنوری ۱۹۹۹ء کو صدارتی آرڈیننس کے تحت پاٹا ریگولیشنز کی جگہ پر صرف عدالتی نظام کی حد تک شرعی قوانین کا جو نفاذ عمل میں لایا گیا ہے وہ معرضِ اختلاف بنا ہوا ہے۔ تحریک نفاذ شریعت محمدی عدالتی نظام کی حد تک بھی اسے شریعت کا نظام ماننے کے لیے تیار نہیں کیونکہ اس میں علماء کی حیثیت 'قاضی' یا 'معاون قاضی' نام رکھنے کے باوجود صرف مفتی کی یا عدالت کے معاون وکیل کی ہے، قاضی کی نہیں۔ یعنی اسکا فیصلہ صرف ایک شرعی رائے ہے جو واجب التنفیذ نہیں ہوگا یہاں عدالتی نظام کا بھرپور تقابلی جائزہ لینے کا تو موقعہ نہیں لیکن موجودہ صورتحال کے مطابق یہ عدالتیں پاکستان کے عام عدالتی نظام کے تحت ہوں گی۔ چنانچہ اگر پاکستان میں عدالتی طور پر شرعی نظام نافذ نہیں تو مالاکنڈ کا ماتحت عدالتی نظام شرعی کیسے ہوگا؟ دوسری وجہ مذکورہ نیم آزاد قبائلی علاقوں میں انتظامیہ کی عدلیہ پر وہ مخصوص بالادستی ہے جس کی رو سے قائد تحریک شریعت محمدی مولانا صوفی محمد متذکرہ قاضی کورٹس پر کمشنروں، ڈپٹی کمشنروں کی برتری کا واویلا بھی کر رہے ہیں

یہ چند نکات تحریک نفاذ شریعت محمدی کی داخلی اور بیرونی صورت حال واضح کرنے کے لیے پیش نظر رہیں جس سے اصل اختلافی نکات سامنے آرہے ہیں۔ لیکن ایک بات خصوصی طور پر قابل توجہ ہے کہ دوسری طرف حکومت پاکستان نت نئے اقدامات سے پاکستان کے اندر عدالتی نظام کے سلسلہ میں بے اعتمادی کا شکار ہو کر فوجی عدالتوں کے قیام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پہلے یہ صرف صوبہ سندھ کی مخدوش صورتحال کے پیش نظر ایک علاقائی اقدام تھا، جسے اب پورے پاکستان پر توسیع دے دی گئی ہے خواہ وہ دہشت گردی اور فرقہ بازی کے حوالے سے کیوں نہ ہو۔ بہر صورت سابق صدارتی آرڈیننس میں حالیہ ترمیم کے ذریعے پاکستان بھر میں فوجی عدالتوں کا نظام ایک قابل التفات امر ہے جس کا کم از کم مفہوم یہ ہے کہ ایک طرف حکومت، پاکستان کے موجودہ حالات کو عام عدالتی نظام کے ذریعے کنٹرول نہ کر سکنے کا اظہار کر رہی ہے تو دوسری طرف سپیڈی کورٹس کے ذریعے فوری نوعیت کے فیصلوں کی اہمیت کا بھی اعتراف کر رہی ہے۔ کاش کہ سرکار اینگلو سیکسن لاز کے تحت مغرب سے درآمد شدہ عدالتی نظام سے جزوی یا کلی مارشل لاء کی طرف بڑھنے کا کھیل چھوڑ دے جو پاکستان میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے کھیلا جارہا ہے، اور پاکستان کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تحت شریعت کا سادہ انداز سے نفاذ کا کام شروع کرے جو دستور کی اختلافی شرعی ترامیم یا نام نہاد شریعت ایکٹ کا سا نہیں بلکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا بیج ڈال کر اسی کے شجرہ طیبہ کی پرورش کرانے کا ہے جسے ہم دوسرے الفاظ میں شریعت کا براہِ راست نفاذ کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کے دو مقامات پیش نظر رہیں :

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِى السَّمَاءِ تُؤْتِى اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ "کیا تو نے اس پر خیال نہیں کیا، اللہ نے کلمہ طیبہ کی مثال ایک پاکیزہ درخت کی سی بیان کی جس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں، اپنے مالک کے حکم سے ہر موسم میں پھل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو مثالیں اس لیے بیان کرتا ہے کہ وہ سوچیں سمجھیں اور کلمہ خبیثہ کی مثال اس پلید درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاتا ہے اس کا جماؤ ہی نہیں" (سورہ ابراہیم : ۲۴ تا ۲۶)

دوسری جگہ ارشاد ہے : ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ ......﴾ (سورۃ الحجر : ۹۱ تا ۹۵)
" جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا تو قسم تیرے مالک کی، ہم ان سب سے پرسش کریں گے ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔ تو جو حکم تجھ کو ملا ہے اس کو کھول کر سنا دے اور مشرکوں کا کچھ خیال نہ کر ہم نے تیری طرف سے ٹھٹھا کرنے والوں کا کام تمام کر دیا"

قرآن مجید کی محولہ بالا آیات سے واضح ہے کہ شریعت کی ابتدا بیج بو کر تناور درخت کی اٹھان سے ہوتی ہے۔ کسی بنیادی جماؤ یا ٹھہراؤ کے بغیر اوپر اوپر کی بیلوں سے نہیں۔ یہ تو ناپاک کلموں کی مثال ہے جس کی صورت ہم نے یوں اختیار کی ہوئی ہے کہ کیکر کے درخت پر آم لٹکانے کی کوشش کر رہے ہیں چنانچہ اینگلو سیکسن لاز کی صورت شرعی قوانین کا اجراء ایسی ہی کوشش ہے۔ اسی طرح نفاذِ شریعت، ٹکڑوں کی صورت ٹاٹ میں مخمل کی پیوند کاری سے نہیں ہوتا بلکہ شریعت بیج ڈال اس کی آبیاری کرنے سے لائی جاسکتی ہے۔ یہی صورت بتدریج مکمل نفاذِ شریعت کی ہے۔

یہاں یہ امر بھی واضح رہے کہ شریعت کے بالواسطہ نظام کی جو کوششیں ایران یا پاکستان میں آگے بڑھ رہی ہیں، اس میں اگر ایران کی طرح علماء کی کلی بالادستی قائم ہو جائے تو جدید سیاسیات کی رو سے یہ تھیاکریسی کا نظام ہوگا اور اگر بالواسطہ نفاذ شریعت میں طبقہ علماء کی بالادستی قائم نہ کی جائے تو شریعت کا نفاذ ممکن نہیں رہتا۔ لہٰذا شریعت کا نفاذ تھیاکریسی کے بغیر اگر ممکن ہے تو وہ صرف براہِ راست شریعت کی عملداری سے ہے کیونکہ اس صورت میں سرکاری مشینری میں ایک بڑی تعداد شریعت کے ماہرین کی شامل ہوگی لیکن علماء کا کوئی مخصوص طبقہ بالادست نہ ہوگا۔

ہماری موجودہ بیوروکریسی اسی سے خائف ہے کہ شریعت کے براہ راست نفاذ سے بھرپور طور پر شریعت کے ماہرین کی ضرورت بڑھ جائے گی اور وہ بیوروکریسی میں مؤثر عنصر کے طور پر شامل ہو جائیں گے۔ لیکن اگر پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسے جدید دور میں اسلام کی تجربہ گاہ کے طور پر پیش کرنا ہے تو یہ پاکستان کی ضرورت ہے۔ پاکستانی اساس اور نظریہ تسلیم کرنے والوں کو ماہرین شریعت کی اہمیت ماننا ہی پڑے گی۔ چنانچہ اس کا ایک ہی حل ہے کہ یہاں کے نظام تعلیم میں شریعت کی جدید تقاضوں کے مطابق مہارت کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا جائے۔ جو پاکستان بھر میں نظام تعلیم کی تبدیلی اور ذرائع ابلاغ کی اصلاح کا کام بھی انجام دے۔ وما علینا إلا البلاغ ☆☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ